فرد قائم ربط ملت سے ہے، تنہا کچھ نہیں

از: مولانا رضوان احمد ندوی قاسمی

سب ایڈیٹر ہفتہ وار نقیب، پٹنہ

اسلام مسلمانوں کو نظم واتحاد کے ساتھ جماعتی زندگی گذارنے کی تعلیم دیتا ہے وہ انتشار اور خود سرائی کو قطعاً برداشت نہیں کرتا، اس لئے اس نے نظام عبادت کی روح اجتماعیت وشیرازہ بندی پر رکھا تا کہ مسلمان ایک مرکز سے وابستہ رہیں

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں

موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

غور کیجئے کہ نمازیں ہر شخص تنہا تنہا بھی ادا کر سکتا ہے۔ بلکہ یہ طریقہ ریا ونمود سے محفوظ اور اخلاص وللہیت سے قریب تر ہے، لیکن پنج وقتہ نمازوں کے لئے جماعت کو واجب قرار دیا، جمعہ وعیدین کے لئے گاؤں کی بڑی جامع مسجد اور عید گاہ میں اکٹھا ہو کر ایک امام کے پیچھے باجماعت نماز ادا کرنے کو لازم ٹھہرایا تا کہ مسلمانوں کے اندر برادرانہ مساوات کی تربیت دی جاسکے اور دلوں میں اتحاد وہم آہنگی کے جذبہ کو فروغ مل سکے، نماز باجماعت ادا کرنے کی حکمتوں اور مصلحتوں پر روشنی ڈالتے ہوئے ہندوستان کے ممتاز مورخ وسیرۃ نگار حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ

''جماعت کی نماز مسلمانوں میں برادرانہ مساوات اور انسانی برابری کی درس گاہ ہے، یہاں امیر وغریب، کالے گورے، رومی وحبشی، عرب وعجم کی کوئی تمیز نہیں ہے سب ایک ساتھ، ایک درجہ اور ایک صف میں کھڑے ہو کر خدا کے آگے سرنگوں ہوتے ہیں۔ یہاں شاہ وگدا اور شریف ورذیل کی تفریق نہیں، سب ہی ایک زمین پر، ایک امام کے پیچھے ایک صف میں دوش بدوش کھڑے ہوتے ہیں اور کوئی کسی کو اپنی جگہ سے نہیں ہٹا سکتا۔ (سیرۃ النبی ۱۸۹/۵) گویا۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز

نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

نماز میں اجتماع کی وجہ سے اللہ کی طرف سے برکتوں کا نزول ہوتا ہے، آسمان سے رحمتیں اترتی ہیں اور ان کو اپنے سایہ میں ڈھانپ لیتی ہیں، ٹھیک اسی طرح زکوۃ میں بھی اجتماعی نظام کو ملحوظ رکھا گیا، اس کے ذریعہ قوم کے ضعیف و بے سہارا طبقہ کی پرورش و کفالت ہوتی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خذ من اغنیائھم و ترد الی فقرائھم زکوۃ ان کے مالداروں سے لی جائے اور حاجت مندوں کو واپس کردی جائے، اسلام نے اجتماعی طور پر ماہ رمضان میں روزہ رکھنے کا حکم دیا، ایسا ہو سکتا تھا کہ ہر ملک کے مسلمان آب و ہوا اور موسم کے لحاظ سے الگ الگ مہینوں میں روزے رکھ لیتے، لیکن تمام مسلمانوں پر ایک ہی مہینہ میں روزہ فرض کیا تاکہ جماعتی شان برقرار رہے، پوری دنیا کے مالدار مسلمانوں پر ایک خاص ایام میں حج کا حکم دیا گیا یہ بات بھی ممکن تھی کہ ہر ممالک کے مسلمانوں کے لئے الگ الگ مہینوں میں فریضہ حج ادا کرنے کی تاکید کی جاتی تاکہ ازدہام کم ہوتا اور مناسک حج کی ادائیگی میں کوئی دشواری پیش نہ آتی، لیکن حکم دیا گیا کہ نہیں، سبھوں کو ذی الحجہ کے ایام میں حج بیت اللہ کا طواف کرنا، صفا و مروہ کا سعی کرنا اور ارکان حج کو ادا کرنا ضروری ہے، تاکہ مسلمانوں میں اجتماعیت اور آفاقیت کا مزاج پیدا ہو اور سارے مسلمان وطنیت، قومیت، تمدن و معاشرت کے تمام امتیازات کو مٹا کر سب ایک ہی ملت (ملت ابراہیمی) میں گم ہو جائیں اور ایک ہی بولی میں خدا سے باتیں کریں۔ حاکم ہو یا محکوم، عالم و فاضل ہو یا فقیر بے نوا سب اپنی امتیازی حیثیت کو مٹا کر اپنی انانیت اور خودی کو قربان کر کے مالک کے دروازے پر بھکاری بن کر آئے ہیں، یہی وہ وحدت کا رنگ ہے جو ان تمام مادی امتیازات کو مٹا دیتا ہے، اسلام کے اسی نظم و اتحاد نے انصار کے دو بڑے قبیلے اوس و خزرج کو شیر و شکر بنا دیا، یہ دونوں ہمیشہ دو مستقل قوموں اور حریفوں کی طرف ایک دوسرے کے مقابلہ میں صف آرا اور نبرد آزار ہتے تھے۔ کسی شاعر نے کہا۔

وہ اوس اور خزرج کی باہم لڑائی

صدی جس میں آدھی انھوں نے گنوائی

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ کی بنیاد پر دونوں کو متحد کر دیا، اب یہ دونوں ایک دوسرے کے مونس و ہمدرد اور غمگسار بن گئے، صحابی رسول حضرت بلال حبشی رضي اللہ تعالی عنہ کی سماجی حیثیت مکہ میں کچھ نہ تھی، وہ غلام تھے، سیاہ فام تھے بے ننگ و نام تھے، لیکن جب ان کا قلب نور ایمان سے منور ہو گیا اور مشرف بہ اسلام ہوئے، تو انہیں یہ مقام اور مرتبہ ملا کہ دیوار کعبہ پر کھڑے ہو کر اذان دی، حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کے برابر بیٹھنے لگے، کیوں کہ ایمان کا رشتہ خاندانی و نسلی رشتوں سے زیادہ مضبوط و مستحکم ہوتا ہے اور بقول حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کہ "دنیا کے تمام رشتے، عہد مودت، خون و نسل کے باندھے ہوئے پیماں وفا و محبت ٹوٹ سکتے ہیں، مگر جو رشتہ ایک چین کے مسلمانوں کو افریقہ کے مسلمان سے، ایک عرب کے بدو کو تاتار کے چرواہے سے اور ہندوستان کے نو مسلم کو مکہ مکرمہ کے صحیح النسب قریشی سے پیوست و یک جان کرتا ہے، دنیا میں کوئی طاقت نہیں جو اسے توڑ سکے

اوراس زنجیر کو کاٹ سکے۔ جس میں خدا کے ہاتھوں نے انسانوں کے دلوں کو ہمیشہ کے لئے جکڑ دیا ہے (خطبات آزاد ۱۸) انہیں رشتوں کی وجہ سے دنیا کے ایک کنارے کسی مسلمان کو تلوے میں کانٹا چبھتا ہے تو اس کی ٹیس دوسرے کنارے میں رہنے والے مسلمان اپنے دل میں محسوس کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا: تری المومنین فی تراحمھم وتواذ ہم وتعاطفھم کمثل الجسد اذا اشتکی عضوا تداعی لہ سائر الجسد بالسہر والحمٰی تم مسلمانوں کو باہم رحم دل، باہم محبت کرنے والے اور ایک دوسرے کی تکلیف کے احساس کے بارے میں ایسا دیکھو گے جیسا کہ ایک قالب اور ایک عضو بیمار پڑ جائے تو سارا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے اور بیداری کے لئے تیار رہتا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی وحدت واجتماعیت کو ایک عمارت کی مانند قرار دیا۔ فرمایا المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضا ثم شبک اصابعہ ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایک عمارت کی طرح ہے جس طرح مکان کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کے لئے مضبوطی اور قوت کا باعث ہوتی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے ملا کر سمجھایا، مگر ستم ظریفی یہ ہے کہ جو مذہب عالمگیر وحدت واخوت کا داعی وپیامبر ہے آج خود اس کے پیروکار گروہی وعلاقائی عصبیت، خاندانی ونسلی برتری، زبان وبیان اور مسلکی اختلاف کی بنیاد پر انتشار وافتراق کے شکار ہو گئے، انھوں نے رنگ ونسل کے امتیاز واختلاف کی اونچی اونچی دیواریں کھڑی کر دیں کوئی سید خاندان سے تعلق رکھتا ہے تو اس کو اپنے عالی نسب ہونے پر فخر ہے کوئی شیخ و پٹھان ہے تو منصوریوں اور سبزی فروشوں کو نیچی نظروں سے دیکھتا ہے۔

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں

کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

افسوس کہ جب قیامت آئے گی تو یہ سارے خاندانی ونسلی رشتے اپنا وجود کھو دیں گے، فلا انساب بینھم نسب اور رشتہ داری اس دن کام نہیں آئے گی اس لئے کہ گروہ بندی اور فرقہ بندی شعار جاہلیت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر آباؤاجداد اور خاندان کی مفاخرت پر پوری قوت سے چوٹ لگاتے ہوئے فرمایا معشر قریش ان اللہ اذہب فیکم نخوۃ الجاہلیۃ وتعظمھا بالآباء قریش کے لوگو! اللہ نے تم کو جاہلیت کی جھوٹی نخوت سے نجات دیدی اور باپ دادا کی بنیاد پر بڑائی جتنلانے کا دستور ختم کر دیا، پس جس کسی نے بھی شعار جاہلیت کو زندہ کیا ذات وبرادری کی بنیاد پر ملت کو ٹکڑوں میں تقسیم کیا اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، حدیث شریف میں ہے من دعا بدعوا الجاہلیۃ فھو من جثی جہنم جو جاہلیت کا نعرہ لگائے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اسلام گروہ بندی اور داخلی انتشار کو قطعاً برداشت نہیں کرتا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا یا ایہا الناس الا ان ربکم واحد لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی، علی عربی ولا لاسود علی احمر ولا لاحمر علی اسود الا بالتقوی اے لوگو! تم سب کا رب ایک ہے کسی عربی کو عجمی پر، اور کسی عجمی کو کسی عربی پر اور کسی کالے کو گورے پر، اور کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت نہیں، مگر تقویٰ کی بنیاد پر اس لئے کہ حسب ونسب،

خاندان اور قبیلے ایک دوسرے کے تعارف اور شناخت کے لئے بنائے گئے ہیں۔قرآن کریم میں ہے یاایہاالناس اناخلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوباوقبائل لتعارفواان اکرمکم عنداللہاتقاکم اے لوگو! ہم نے تم کوایک مرداور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور پھر ہم نے تمہیں قوموں اور قبیلوں میں اس لئے بانٹ دیا،تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے معزز وہ ہیں جوسب سے زیادہ پرہیز گار ہیں (سورہ الحجرات ۱۳) قرآن کریم نے انسانوں کی بنائی ہوئی تمام تفریقات کو توڑ دیااور بتلایا کہ فخر و عزت کی چیز درحقیقت ایمان اور تقویٰ ہے۔

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

اس لئے قرآن کہتا ہے کہ سب مل کر اپنے پروردگار کے ساتھ وابستہ ہو جاؤاور اس کے بھیجے ہوئے دین کو مضبوطی سے پکڑلو،واعتصموا بحبل اللہجمیعاولا تفرقواتم سب اللہ کے دین کو مضبوطی سے پکڑلواور ٹکڑوں میں نہ بٹو، جس طرح بٹی ہوئی رسی ایک دوسرے کو قوت پہنچاتی ہے تم بھی اتحاد واجتماعیت کی زندگی گذار کر اسلام کو فروغ دو،اگر منتشر رہوگے تو تمہاری اجتماعی قوت ختم ہو جائے گی،قرآن پاک میں ہے ولا تنازعوفتفشلواوتذہب ریحکم آپس میں نہ جھگڑو، ورنہ تمہارے قدموں میں لغزش پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوااکھڑجائے گی، بزرگوں نے لکھا ہے کہ جب لوگ گروہ بندیوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں تو ان سے سنجیدگی اور اعتدال کا دامن چھوٹ جاتا ہے پھر وہ بے راہ روی کے شکار ہو جاتے ہیں۔ڈاکٹر طٰہٰ جابر فیاض علوانی نے اپنی بے نظیر تصنیف ''ادب الاختلاف فی الاسلام'' میں لکھا ہے کہ جب اختلاف بڑھتا ہے تو اس کی خلیجیں وسیع سے وسیع تر ہوتی جاتی ہیں اور آدمی کے حواس پر اس کے اثرات اس حد تک چھا جاتے ہیں کہ وہ نقطہ اتحاد کو بھول جاتا ہے اس کی نظر میں اسلامی اخلاق کی ابتدائی چیزیں بھی نہیں آپاتیں جس کی وجہ سے اس کا معیار فکر بدل جاتا ہے (ص ۱۳) پھر اس سے وحدت امت کو شدید نقصان پہنچتا ہے۔حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب مالٹا کی چار سالہ جیل سے رہائی کے بعد دیوبند تشریف لائے تو فرمایا کہ ہم نے مالٹا کی زندگی میں دو سبق سیکھے ہیں پھر فرمایا کہ میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے ایک ان کا قرآن کو چھوڑنا، دوسرے ان کے آپس کے اختلاف اور خانہ جنگی،اس لئے میں وہیں سے یہ عزم لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کروں کہ قرآن کریم کو لفظاًاور معناًعام کیا جائے،بچوں کے لئے لفظی تعلیم کے مکاتب ہر بستی میں قائم کئے جائیں، بڑوں کو عوامی درس قرآن کی صورت میں اس کے معنی سے روشناس کرایا جائے۔اور قرآنی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور مسلمانوں کے باہمی جنگ وجدال کو کسی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے (وحدت امت ص ۴۰) ماضی میں اسپین کی مسلم حکومت (۷۱۱- ۱۴۹۲) کے ختم ہونے کی وجہ بھی مسلمانوں کا باہمی اختلاف تھا۔اسپینی مسلمانوں نے جس وقت مسیحی

قوتوں سے شکست کھائی اس وقت وہ علم و تہذیب اور سائنس و ٹکنالوجی کے میدان میں اپنے حریف سے بدرجہا بڑھے ہوئے تھے اس کے باوجود ان کے شکست وریخت کی وجہ یہ تھی کہ عیسائی باہم متحد و منظم تھے جب کہ مسلمان فرقوں اور جماعتوں میں بٹ گئے، امراء و عمال نے مرکز خلافت سے بغاوت کرکے اپنی چھوٹی چھوٹی خود مختار حکومتیں قائم کرلی تھیں (الاسلام ۱۲۸) اسلام نے اسی فکر میں تبدیلی لانے کے لئے ایک مرکز سے وابستہ رہنے کی تعلیم دی، مسلمانوں کی تعظیم و تکریم کو ایمان کی علامت قرار دیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ المسلم اخو المسلم لایظلمہ ولایسلمہ ومن کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ ومن فرج عن مسلم کربۃ فرج اللہ عنہ کربۃ من کربات یوم القیامۃ ومن ستر مسلماً سترہ اللہ یوم القیامۃ مسلمان مسلمان سب بھائی ہیں نہ ایک دوسرے پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو کسی مصیبت میں ڈال سکتا ہے، جو اپنے کسی بھائی کی حاجت روائی کی فکر میں رہتا ہے اللہ اس کی حاجت روائی کرتا ہے اور جو کسی مسلمان کی کوئی مشکل آسان کردیتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کی مشکلات میں اس کی مشکل آسان کردیتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرلیتا ہے اللہ تعالیٰ بھی آخرت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمالیتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے المسلم اخو المسلم لایظلمہ ولایخذلہ ولایحقرہ التقوی ہہنا ویشیر الی صدرہ ثلث مرار بحسب امراء من الشران یحقر اخاہ المسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ (بہ روایت ابوہریرہ) مسلمان سب بھائی بھائی ہیں ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر نہ ظلم کرسکتا ہے نہ بروقت اس کی مدد سے دست کش ہو سکتا ہے اور نہ اس کو حقیر کرسکتا ہے اس کے بعد آپ نے سینہ کی طرف تین بار اشارہ کرکے فرمایا کہ اصل تقوی یہاں ہے برائی کے لئے بس اتنی ہی بات کافی ہے کہ اپنے کسی بھائی کو ذلیل اور حقیر سمجھے یاد رکھو کہ ہر مسلمان پورا کا پورا قابل احترام ہوتا ہے اس کی جان بھی، اس کا مال بھی، اور اس کی آبرو بھی (مسلم شریف) اب وقت آگیا ہے کہ تمام خود غرضیوں اور مصلحتوں سے اوپر اٹھ کر ملت اسلامیہ کے اتحاد میں حائل تمام رکاوٹوں کو دور کیا جائے اور ایک ایسی طاقت بنائی جائے جس کو قرآن پاک نے بنیان مرصوص (سیسہ پلائی ہوئی دیوار) سے تعبیر کیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اختلاف و افتراق سے بچنے اور اتحاد و اجتماعیت کی زندگی گذارنے کی توفیق بخشے آمین۔

بتان رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہوجا

نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی، نہ افغانی

(علامہ اقبال)

***